رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعودؑ)

# الفضل

قیمت پیشگی ممالک غیر سے ۱۰ روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام مسیح موعودؑ)

## فہرست مضامین



جلد ۶ | ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء | سہ شنبہ۔ | ۸ جمادی الاخری سنہ ۱۳۳۷ھ | نمبر ۶۹

## مدینۃ المسیح

سالانہ جلسہ کے انتظامات زور شور کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ جلسہ گاہ گیلریوں کے ذریعہ مسجد نور کے صحن میں بنائی گئی ہے۔ سائبانوں کا انتظام ہو رہا ہے۔

صیغہ تعلیم و تربیت نے اعلان کیا ہے کہ اردو پرائمری تک پڑھائی کے لئے عنقریب قادیان میں نائٹ سکول کھولا جائیگا۔ پڑھائی عشاء کے بعد دو گھنٹہ ہوا کریگی اور صرف ان لوگوں کو پڑھایا جائیگا۔ جو دن میں کوئی کاروبار کرتے ہوں۔ عمر کی کوئی قید نہ ہوگی۔

## مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کا لیکچر

متذکرہ صدر سوسائٹی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے جو لیکچر ۲۶ فروری کی شب کو حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں پیدا ہونے والے فتن و اختلافات اور ان کے اسباب و علل کے متعلق دیا تھا اس کی نہایت مختصر رُوداد ۶ مارچ ۱۹۱۹ء کے آفتاب لاہور میں سوسائٹی کے سیکرٹری صاحب کیطرف شائع ہوئی ہے۔ چونکہ ۴ مارچ کے الفضل میں تفصیل کے ساتھ اس کی رُوداد شائع ہو چکی ہے جسمیں اس لیکچر کی تمہید بھی تھی اسلئے اب لیکچر کے خلاصہ کو چھوڑ کر جو سیکرٹری صاحب نے دیا ہے ان کے دیگر نوٹس کو نقل کرتے ہیں جو یہ ہیں:۔

مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی کا ایک غیر معمولی اجلاس بروز چہار شنبہ بتاریخ ۲۶ فروری بوقت ۷ شام اسلامیہ کالج لاہور کے حبیبیہ ہال میں منعقد ہوا۔ اگرچہ داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ تاہم حاضرین کی تعداد مقررہ وقت سے پیشتر ہی اتنی زیادہ ہوگئی کہ تمام ہال کھچا کھچ بھر گیا۔ الغرض وقت معینہ پر اتنا ہجوم تھا کہ تل دھرنے کو بھی جگہ نہ تھی سوسائٹی کے گذشتہ کارناموں اور اجلاس میں یہ پہلی تقریریں تھیں۔ جبکہ تعداد سامعین اس قدر بڑھے پیمانہ پر تھی۔

سید عبد القادر صاحب ایم اے نے کرسی صدارت کو رونق بخشی۔ ڈاکٹر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی خلیفہ جماعت احمدیہ کو صدر ممدوح نے

نظم

## "رہوں جو حق پہ مخالف کرینگے کیا میرا"

بنا معین و مددگار کبریا میرا۔ ہوا ہے حامی و ناصر وہ مصطفیٰ میرا
امام مہدی برحق ہے مقتدی میرا وہ کہو۔ کریگا حفاظت مری خدا میرا
"رہوں جو حق پہ مخالف کرینگے کیا میرا"

مجھے نہیں کوئی پرواہ ہوں میں پروانہ ہمیشہ محو لقاؤ فدائے جانانہ
یہ رمز خوب سمجھ لے ہر ایک فرزانہ "خدا کے در سے اگر میں نہیں ہوں بیگانہ
تو ذرہ ذرہ عالم ہے آشنا میرا"

جنہیں کہ یاد محمد میں انہماک نہیں جنہیں کہ عشق حضور مسیح پاک نہیں
تو مجھ سے ان کو حقیقت میں اشتراک نہیں "میری حقیقت ہستی یہ مشت خاک نہیں
بجا ہے مجھ سے جو پوچھے کوئی پتا میرا"

انہیں ہمیشہ تفکر ہے اور رنج و الم انہیں مدام لگا ہے خیال بیش و کم
مرا جہان الگ۔ ان کا اور ہے عالم "انہیں ہے عقل جو محتاج غیر ہے ہر دم
مجھے ہے عشق کہ جو خود ہے مدعا میرا"

اگرچہ طعنے عدو نے مجھے دیئے اکثر دعوتیں کی طرح بفضل خدا ہے یکسر
یونہی یہ دشمن مغرور ہو نگے سب ابتر "غرور انہیں ہے تو مجھ کو بھی ناز ہے اکبر
سوا خدا کے سب ان کا ہے اور خدا میرا"

محفوظ الحق علمی احمدی

**تعلیم الاسلام ہائی سکول اولڈ بائز ایسوسی ایشن کا سالانہ جلسہ** بڑے جلسہ کے دنوں میں ہی کسی مناسب وقت میں منعقد ہوگا۔ امید ہے کہ جملہ ممبران ایسوسی ایشن حاضر ہونے کی کوشش کرینگے

سکریٹری

## تعلیمی کانفرنس سالانہ جلسہ کے موقعہ پر

اس دفعہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ایک تعلیمی کانفرنس بھی ہوگی جس میں مدارس احمدیہ دا اسسٹنٹ و ہنجر صاحبان ضرور قادیان تشریف لائیں اس سال صرف مدارس احمدیہ کی حالت کو پہلے کی نسبت بہتر بنانے کے سوال پر غور کیا جاویگا۔

خاکسار محمد مبارک اسماعیل جائنٹ سکریٹری ایجوکیشن قادیان

حاضرین سے تعارف کرایا۔

دوران تقریر میں معزز لیکچرار نے اپنی تقریر میں جادو بیانی کے وہ جوہر دکھائے کہ برابر دو گھنٹے تک سامعین نہایت دلچسپی سے سنتے رہے۔ لیکچر کے اختتام پر جناب صدر نے فاضل لیکچرار کا شکریہ ادا کیا۔ اور بعد ازاں حافظ فیروز الدین انسپکٹر پولیس کی تجویز کے بموجب لیکچر کے چھپوانے کے واسطے دو صد ستاون روپے چندہ موصول ہوا۔

جناب صدر نے پھر سوسائٹی کی طرف سے لیکچرار کا شکریہ ادا کیا اور امید ظاہر کی کہ وہ آئندہ بھی ایسے دلچسپ اور سبق آموز لیکچروں سے سوسائٹی کی سرپرستی کرتے رہینگے اس کے بعد کارروائی جلسہ ختم ہوئی۔

# اخبار احمدیہ

## ایک مفید تحریک

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب الفضل زاد لطفہ

پچھلے اخبار الفضل میں یہ مضمون جس کا عنوان "کابل میں خدا کا ایک جلالی نشان" تھا پڑھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ اس کو بکثرت اشتہار کی صورت میں چھپوا کر لوگوں میں تقسیم کیا جاوے چنانچہ میں نے جمعہ کے روز احباب میں تحریک کی سب نے میری رائے کے ساتھ اتفاق کیا اور اس کی چھپوائی کے واسطے چندہ کیا گیا پانچ سو اشتہار ہم نے یہاں چھپنے کے لئے دیدیئے ہیں میرے خیال میں اگر آپ اسی طرح الفضل میں مشتہر کردیں کہ یہ مضمون علیحدہ لکھ کر کثرت سے تقسیم کیا جاوے اور اس غرض کے لئے چندہ کریں تو بڑی مفید بات ہے اور اشتہار کل پنجاب وغیرہ میں شائع ہونا چاہیئے۔

خاکسار میاں ہدایت اللہ ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ ماسٹر ازلائل پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

# الفضل

قادیان دارالامان ۱۱ مارچ ۱۹۱۹ء

# کوئی انسان اپنے آپ کو غیر ذمہ وار نہ سمجھے

## اپنے اپنے قلب کی صفائی کرو

## حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

یہ تقریر لاہور میں حضور نے ۱۶ - فروری ۱۹۱۹ء بروز اتوار میاں چراغ الدین صاحب کے مکان پر فرمائی
(نوشتہ ایڈیٹر الفضل)

حضور نے سورہ فاتحہ پڑھ کر فرمایا۔ انسان کی زندگی اور اس کی موت اس کے لئے بہت بڑے سبق اپنے اندر رکھتی ہے۔ مگر ان کے لئے جو تدبر اور فکر کرتے ہیں۔

### انسان اور حیوان کی زندگی میں فرق

انسان کو جب ہم دیکھتے ہیں۔ تو اس کی زندگی اور دوسرے حیوانوں کی زندگی میں بہت بڑا فرق پاتے ہیں۔ دوسرے جس قدر حیوانات ہیں۔ ان کی زندگی ایک دوسرے کے ساتھ ایسی وابستہ نہیں ہے۔ جیسی انسان کی۔ حیوان زیادہ سے زیادہ ایک نر اور ایک مادہ کا محتاج ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ ان کے لئے کسی ربط اور تعلق کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جو ادنیٰ درجہ کے حیوان ہیں۔ ان کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ ایک ہی وجود میں نر اور مادہ کی طاقت ہوتی ہے۔ ہاں جو ان سے بڑے ہوتے ہیں۔ ان میں نر کو مادہ کی اور مادہ کو نر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ تیر کے وہ محتاج نہیں ہوتے۔ مگر انسان کو خدا تعالیٰ نے ایسا پیدا کیا ہے۔ کہ اس کے متعلق ایک دو تین کا سوال نہیں۔ بلکہ اس کی ضروریات ایسی وسیع ہیں کہ تمام بنی نوع انسان کی حرکات کا اثر ایک دوسرے پر پڑتا ہے۔ اور باریک در باریک تغیر جو اگرچہ نہایت خفیف ہوتا ہے۔ مگر اثرات کے لحاظ سے اس قدر وسیع ہوتا ہے۔ کہ تمام دنیا میں پھیل جاتا ہے۔ اور گو بہت سے اثر ایسے ہوتے ہیں۔ جو نمایاں طور پر نظر نہیں آتے مگر حقیقتاً انسان کے اعمال خیال گفتگو اور حرکات پر بہت اثر ڈالتے ہیں۔ اور بعض اثر ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو نمایاں طور پر نظر آتے ہیں

### کوئی حرکت ضائع نہیں ہوتی

ان باتوں کے سمجھنے کے لئے پہلے لوگوں میں اتنی قابلیت نہ تھی جتنی اب ہے کیونکہ اب نیچر کے قواعد کے رو سے معلوم کر لیا گیا ہے۔ کہ باریک سے باریک اثر بھی ضائع نہیں جاتا۔ بلکہ دوسری چیزوں کو موثر کرتا ہے۔ چنانچہ بے تار برقی کا پیغام اسی بات سے فائدہ اٹھا کر بنایا گیا ہے۔ کہ کوئی حرکت جو پیدا ہوتی ہے وہ ضائع نہیں جاتی۔ بلکہ اس کی لہریں چلتی ہیں۔ اور ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچتی ہیں۔

### روحانی دنیا کی لہریں

جس طرح مادی دنیا میں حرکات کی لہریں چلتی ہیں۔ اسی طرح روحانی دنیا میں بھی چلتی ہیں۔ جو کبھی تو اتنی نمایاں ہوتی ہیں۔ کہ ہر ایک انسان انہیں دیکھ لیتا ہے۔ اور کبھی ایسی کہ اس آلہ بے تار کی طرح ان کا علم انہیں کو ہو سکتا ہے۔ جن کے پاس ان کے معلوم کرنے کا آلہ ہوتا ہے۔

### انبیاء کے وجود سے لہریں

بڑی بڑی لہریں انبیاء کے وجود سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان سے جو لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ اپنی اپنی طاقت کے بموجب ایک ایک صوبہ ایک ایک ملک یا ساری دنیا میں پھیلتی ہیں۔ چنانچہ ایسی لہریں کئی دفعہ دنیا میں چلیں اور بہتوں نے محسوس کی ہیں بہت پرانے زمانے کی تاریخیں موجود نہیں۔ لیکن حضرت نوح علیہ السلام کا حال قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ گو وہ دکھوں میں مبتلا کئے گئے۔ انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔ مگر ان میں ایسی طاقت تھی کہ جس سے پیدا ہونے والی لہر کو بہتوں نے دیکھا اور محسوس کیا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت لہر اٹھی اور اس زور سے اٹھی کہ جس نے ایک وسیع خطہ زمین کا احاطہ کر لیا۔

### حضرت موسیٰ کے زمانہ کی لہر

پھر سب سے بڑی لہر جس کا اندازہ لگایا گیا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا ہوئی۔ دیکھئے کس قدر ادنیٰ درجہ سے قوم کو انہوں نے نکالا۔ اور کیسے ظالم اور زبردست

دشمنوں کے پنجے سے چھڑایا۔ بظاہر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس نہ فوج تھی اور نہ کسی اور قسم کی قوت مگر ان کے اس دل میں جس میں خدا تعالیٰ کے لئے عجز اور انکسار بھرا ہوا تھا۔ جو لہر پیدا ہوئی اس نے ان کی قوم میں زندگی پیدا کردی اور وہ قوم جو حد درجہ کی ذلیل ہوچکی تھی۔ حتیٰ کہ کسی قبطی کی نظر اس قوم کے آدمی پر پڑجاتی تو اسے واجب القتل قرار دیدیا جاتا۔ بادشاہ جب باہر نکلتا تو منہ پر نقاب ڈال کر نکلتا تاکہ کسی پر نظر نہ پڑے اس سے زیادہ کسی قوم کی ذلت اور کیا ہوسکتی ہے۔ آج ہندو کہتے ہیں کہ جس چیز کو مسلمان کا ہاتھ لگ جائے وہ ناپاک ہوجاتی ہے۔ اور مسلمان اس پر چڑتے اور غصہ ہوتے ہیں۔ اور کسی حد تک ان کا غصہ جائز بھی ہوتا ہے مگر بنی اسرائیل اس قدر ذلیل سمجھے جاتے تھے کہ بادشاہ ان کو دیکھنا بھی برا سمجھتا تھا۔ اور منہ پر نقاب ڈال کر باہر نکلتا تھا۔ بنی اسرائیل اپنی ذلت چھپانے کے لئے کہتے تھے کہ فرعون کوڑھی ہوتے ہیں۔ اس لئے منہ پر نقاب ڈال کر باہر نکلتے ہیں۔ مگر تاریخ بتلاتی ہے کہ وہ اس لئے نقاب ڈال لیتے تھے کہ ناپاک بنی اسرائیل پر نظر نہ پڑے۔ تو جو لوگ ایسے ناپاک سمجھے جاتے تھے۔ اور جن سے ادنیٰ سے ادنیٰ مثلاً اینٹیں تھپانے کا کام لیا جاتا تھا۔ اور وہ بغیر کسی شور و شر اور دنگا فساد کے ایسے کام کرتے تھے۔ ان میں کبھی ذلت سے بچنے کا کچھ جوش آیا بھی تو فوراً دب گیا اور پھر اسی طرح طبعی رضامندی سے کام کرتے رہے۔ ایسی گری ہوئی اور ذلیل قوم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے۔ اور ان کے ذریعہ ایسی لہر چلائی۔ جو پھیلتے پھیلتے دور نکل گئی۔ اس کے بعد گو اس کا اثر نظر نہیں آتا۔ مگر جیسا کہ میں ثابت کرونگا۔ کوئی لہر ایسی نہیں۔ جو اثر نہ کرے۔ اس کے بعد چھوٹی چھوٹی لہریں پیدا ہوتی رہیں۔ مگر تیرہ سو سال ہوئے ایک بڑی لہر پیدا ہوئی جو دنیا کے اکثر حصہ پر پھیل گئی۔

## رسول کریم صلعم کے زمانہ کی لہر

پھر سب سے آخر اور سب سے بڑی لہر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پیدا ہوئی اس وقت جبکہ دنیا میں لوگ غافل ہوکر تاریکی میں بھٹک رہے تھے۔ اور سب پر مردنی چھاگئی تھی رسول کریم صلعم کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے روحانیت کے دریا میں پر جوش لہر پیدا کی۔ جو کسی خاص زمانہ اور خاص مقام سے تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ تمام دنیا کے لئے ہے۔ گو یہ لہر ملک عرب میں پیدا ہوئی۔ جو بظاہر رتبہ اور درجہ میں کوئی امتیاز نہ رکھتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے پھیلتے پھیلتے تمام دنیا میں پھیل گئی یہ تو اس کا ظاہری اثر ہے۔ جو دنیا کو نظر آرہا ہے۔ اور ہر شخص خواہ وہ کافر ہو یا مومن محسوس کرتا ہے۔ یورپ کے مورخ بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور اسلام کے مورخ بھی۔ یہودی بھی اس کو مانتے ہیں اور عیسائی بھی

## انبیاء کے ذریعہ پیدا ہونے والی لہروں کا اعتراف

یہ بات دنیا تسلیم کرے یا نہ کرے کہ حضرت موسیٰ خدا کے نبی تھے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ کوئی قوم اس سے انکار نہیں کرسکتی۔ کہ حضرت موسیٰ کے ذریعہ ایک ایسی لہر ضرور پیدا ہوئی۔ جو تمام بنی اسرائیل میں پھیل گئی۔ پھر دنیا حضرت مسیح کے نبی اللہ ہونیکا انکار کرے تو کرے مگر اس بات کا انکار نہیں کرسکتی کہ ان کے زمانہ میں بھی ایک لہر اٹھی تھی۔ اسی طرح یہ اور بات ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگ خدا تعالیٰ کا نبی نہ مانیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ یہ بات ماننے کے لئے ساری دنیا مجبور ہے۔ کہ آپ کے ذریعہ دنیا میں ایک ایسا تغیر ضرور پیدا ہوا۔ جو اس سے پہلے کبھی نہیں پیدا ہوا تھا۔ یہ نمایاں اور ہر ایک کو محسوس ہونے والا اثر ہے

## روحانی لہر کا درپردہ اثر

پھر پوشیدہ اثر جس کو تمام لوگ محسوس نہیں کرتے۔ مگر واقعات بتاتے ہیں۔ کہ چھوٹے سے چھوٹا عمل دنیا میں پھیلتا ہے۔ اور ایک ہی جگہ نہیں ٹھہر جاتا۔ اور جو مشین چلائی جاتی ہے۔ وہ ٹھہرتی نہیں۔ بلکہ آگے ہی آگے جاتی ہے۔ اور جس طرح ہماری تمام حرکات اس طرح پھیل جاتی ہیں۔ اور ان کے اثرات دور تک پہنچتے ہیں۔ اسی طرح روحانی دنیا میں جو لہر اٹھتی ہے۔ وہ بھی پھیلتی ہے۔ اور دور دور تک پہنچتی ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال۔ جو نمایاں طور پر تاریخ میں محفوظ ہے۔ اس کو لیتے ہیں۔

## شرک کی رو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے جس میں تمام اقوام عالم عموماً شرک میں مبتلا تھیں عموماً کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ اس زمانہ میں بعض ایسے افراد بھی تھے جو فرداً فرداً وحدانیت کے قائل تھے۔ لیکن ان کا کوئی اثر نہ تھا۔ عام طور پر ہر جگہ شرک ہی شرک تھا۔ اور اس زمانہ میں ایک سے زیادہ خدا ماننا ایک فیشن کے طور پر ہوگیا تھا۔ جس کا ثبوت اس طرح ملتا ہے۔ کہ جو قومیں توحید مانتی تھیں ان میں بھی کسی نہ کسی رنگ میں ایک سے زیادہ خدا تسلیم کئے جاتے تھے۔ بنی اسرائیل جن کی ساری کتابیں کہہ رہی تھیں۔ کہ ایک کے سوا کسی کو خدا نہ مانو۔ وہ بھی کہتے تھے کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے۔ اسی طرح زرتشتی جن کے مذہب کی بنیاد ابتدا میں خالص توحید پر تھی۔ وہ بھی ایسی حالت میں تھے کہ بالکل شرک میں مبتلا تھے۔ ادھر ہندوستان میں بت پرستی کی یہ حالت تھی۔ کہ گو وہ کہتے تھے۔ ایک خدا کی پرستش کرنی چاہئے۔ لیکن قسم قسم کے بتوں کو پوجتے اور ان کی پرستش کرتے تھے۔ اور مسیحی تو حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بنا ہی چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس زمانہ میں تمام اقوام باوجود شرک کی منکر ہونے کے توحید پر قائم نہ رہی تھیں۔ گویا وہ ڈرتی تھیں کہ اگر توحید پر قائم رہیں تو مٹ جائینگی۔ جیسا کہ آجکل پردہ کے متعلق تمام لوگوں کا خیال ہے۔ اور اس کے خلاف اسی بنا پر ایک رو چلی ہوئی ہے جس سے متاثر ہوکر مسلمان بھی کہتے ہیں۔ کہ اب یا تو پردہ کو بالکل اٹھا دیا جائے۔ یا اس قدر خفیف اور ہلکا کردیا جائے کہ اہل یورپ کو معلوم نہ ہوسکے۔ کہ ہم پردہ کے پابند

ہیں۔ اسی طرح تعدد ازدواج کے متعلق مسلمانوں کی کوشش ہے۔ کہ یورپ سے اس کو چھپایا جائے اس کے لئے طرح طرح کے پیچ ڈالے جاتے ہیں لیکن اصل بات یہی ہے۔ کہ آج کل جو رو چلی ہوئی ہے اس سے ڈر پیدا ہو رہا ہے۔ کہ اگر ہم اس کے سامنے کھڑے رہے اور اس کے ساتھ نہ بہنے لگے تو ہمارا مذہب قائم نہیں رہ سکیگا۔ اسی طرح اور مسائل ہیں مثلاً نماز اس کے متعلق کہا جاتا ہے ظاہری نماز کی کیا ضرورت ہے۔ یہ پہلے لوگوں کے لئے تھی۔ اب تو صرف اتنا ہی کافی ہے۔ کہ میز کرسی پر بیٹھ کر خدا کی حمد گا لیں۔ اور جب خدا کا نام آئے۔ تو ذرا سر جھکا دیں۔ اور بس۔ یہ کیوں کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ آج کل جو رو چلی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ سے لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر ہم اپنے اصلی عقائد پر قائم رہے تو مٹ جائیں گے۔ یہی حالت توحید کی اس زمانہ میں ہو چکی تھی۔ جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ تمام کے تمام مذاہب میں ایک رو چل گئی تھی کہ ہم اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتے جب تک کہ کسی نہ کسی رنگ میں شرک کو اختیار نہ کر لیں۔ کس خبیث الفطرت انسان کے دل میں پہلے پہل یہ رو پیدا ہوئی۔ تاریخ سے اس کا پتہ نہیں ملتا۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ گندی رو پیدا ضرور ہوئی۔ اور ابلیس کی تائید سے پھیلتی گئی۔

## شرک کی رو سے توحید کی رو کا مقابلہ

اس رو کا مقابلہ کرنے اور اس کی بجائے توحید پھیلانے کے لئے جو انسان اس زمانہ میں کھڑا ہوا۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ گو اس وقت عرب میں ایسے لوگ تھے۔ جو فرداً فرداً ایک خدا کو مانتے تھے۔ مگر لوگوں کے سامنے اسے بیان کرنے سے ڈرتے تھے۔ ہاں وہ اپنے دل کی بھڑاس شعروں میں نکال لیتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں شرک کے خلاف رو موجود تھی مگر ایسی ہی جیسی کہ دریا کے مقابلہ میں درخت کی پتی اس لئے وہ شرک کے دریا کو کیا روک سکتی تھی۔ پس ان میں اتنی طاقت نہ تھی کہ شرک کے دریا کو روک سکتے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں ایسی رو پیدا کی جس نے شرک کا مقابلہ کر کے اسے مٹا دیا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ یا تو یہ لہر چلی ہوئی تھی۔ کہ ہر ایک مذہب والے اپنے مذہب میں شرک داخل کر رہے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ ہم اس سے خالی نہ رہیں۔ یا یہ کہ تینتیس کروڑ بتوں کے ماننے والے بھی کہنے لگے کہ ہم بھی توحید کے قائل ہیں۔ پھر وہ قوم جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ اور جو توحید کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے کے لئے تیار تھے اور جنہوں نے توحید کی خاطر اپنی قوم کو ٹکڑے ٹکڑے کرانا منظور کر لیا۔ مگر اسی قوم کو جب ہم دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اس میں بھی شرک موجود تھا۔

## رسول کریم کی توحید کی رو کا اثر

مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ توحید قائم ہوئی تو آج وہ مشرک لوگ جو اپنی بت پرستی پر بڑا زور دے رہے تھے کہتے ہیں۔ کہ ہمارے مذہب میں شرک بعد میں داخل ہوا ہے پہلے نہیں تھا۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ مانا کہ پہلے شرک نہیں تھا۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ شرک کے خلاف تم میں خیال کب پیدا ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ہی پیدا ہوا۔ تو دنیا کو گو ظاہری طور پر نظر نہیں آتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ شرک کے خلاف جو لہر پیدا ہوئی۔ اس کا کس قدر اثر ہوا۔ لیکن جب بتایا جائے۔ تو ہر ایک سمجھدار یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ شرک کے خلاف رسول کریم کے دل سے جو لہر نکلی وہی پھیل رہی ہے یہ میں نے ایک ایسی مثال دی ہے۔ جو بظاہر نظر نہیں آتی۔ مگر تمام لوگ مانتے ہیں۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ایک رو لایا۔ جو تمام دنیا میں پھیلی اور اب ہر قوم اقرار کرتی ہے۔ کہ ہمارے مذہب میں شرک نہیں یا تو وہ وقت تھا کہ کہا جاتا تھا مسیح کا خدا ہونا عیسائیت کی صداقت کی دلیل ہے اور دیگر مذاہب پر اسے یہی فوقیت حاصل ہے چنانچہ گذشتہ زمانہ میں عیسائیوں اور مسلمانوں میں جو مناظرے ہوتے رہے ہیں۔ ان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ مگر آج عیسائی صاحبان کہتے ہیں ہمارا مذہب اس لئے سچا ہے۔ کہ صرف اسی میں توحید پائی جاتی ہے۔ گویا یہ مذہب یا تو اس لئے سچا تھا کہ اس میں خالص شرک پایا جاتا تھا یا اب اس لئے سچا ہے۔ کہ اس میں خالص توحید پائی جاتی ہے۔ یہ کیوں اس لئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو لہر شرک کے خلاف پیدا ہوئی وہ سب کے اندر سرایت کر گئی۔ اور اندر ہی اندر شرک کا قلع قمع کر رہی ہے۔ یہ لہر گو مخفی ہے۔ اور ہر ایک کو نظر نہیں آتی۔ مگر غور اور تدبر سے دیکھنے والے خوب دیکھ سکتے ہیں

## انسان کے دل میں پیدا ہونیوالی کوئی رو ضائع نہیں جاتی

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کی کوئی حرکت ضائع نہیں جاتی۔ دیکھو ادھر شرک کی لہر ایسے زور سے پھیل رہی تھی۔ کہ ہر شخص اس کی طرف جھک گیا تھا۔ لیکن جب اس کے خلاف روحانی لہر پھیلی تو اس کی طرف بھی دنیا جھک گئی۔ ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ یہ کہ شرک کی جو لہر پیدا ہوئی اس کے متعلق کوئی پتہ نہیں کہ کہاں سے پیدا ہوئی لیکن اس کے خلاف جو لہر پیدا ہوئی وہ اس قدر نمایاں اور واضح ہے کہ ہر ایک جانتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پیدا ہوئی۔

## ایک کے دل سے نکلی ہوئی رو دوسرے کے دل پر کس طرح اثر کرتی ہے

اس امر کا ان لوگوں کے لئے سمجھنا ذرا مشکل ہے۔ جو روحانیت

سے ناواقف ہیں۔ کہ ایک کے دل سے نکلی ہوئی لہر کس طرح دوسرے پر اثر کرتی ہے۔ لیکن اس کی مثالیں عام طور پر پائی جاتی ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ ایک سکھ تھا جو لاہور کے کسی کالج میں پڑھتا تھا۔ اور اس کا حضرت مسیح موعود سے بہت تعلق تھا۔ ایک دفعہ اس نے کہلا بھیجا کہ حضرت مرزا صاحب سے عرض کی جائے۔ کہ جب میں کالج میں جا کر بیٹھتا ہوں۔ تو میرے دل میں دہریت کے خیالات پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ ان سے بچنے کے لئے کوئی تدبیر بتائی جائے حضرت صاحب نے کہلا بھیجا۔ کہ کالج میں جس جگہ بیٹھتے ہو اسے بدل ڈالو چنانچہ اس نے جب جگہ بدل لی۔ تو اس قسم کے خیالات پیدا ہونے بند ہو گئے۔ بات کیا تھی یہ کہ اس کے ارد گرد ایسے لڑکے بیٹھتے تھے جن میں دہریت پائی جاتی تھی۔ اور ان کے خیالات کی رو نکل کر اس تک پہنچتی۔ اور اسے متاثر کرتی تھی۔ اور چونکہ اس کے اندر معرفت اور نور نہ تھا۔ اس لئے اس کا دل دہریت کے اثر سے دب جاتا تھا۔ لیکن جب اس نے جگہ بدل لی تو محفوظ ہو گیا۔ اسی طرح بہت دفعہ دیکھا گیا ہے۔ کہ ایک انسان کے دل میں خیال آتا ہے کہ یہ بات ہو جائے۔ مگر قبل اس کے کہ وہ اظہار کرے دوسرا اس خیال کو بیان کر دیتا ہے۔ کیوں اس لئے کہ ایک کا دوسرے پر اثر ہو جاتا ہے۔ ایک دفعہ میں عشا کی نماز پڑھا رہا تھا۔ اور یہ اس وقت کا ذکر ہے۔ جب حضرت خلیفہ اول گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے بیمار تھے۔ اور ابھی اچھی طرح صحت یاب نہ ہوئے تھے۔ نماز پڑھاتے ہوئے۔ جب میں سجدہ میں گیا تو خیال آیا۔ کہ کل جمعہ میں اس آیت پر تقریر کروں کہ یارب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورا ۔ اس وقت نہ اس کے متعلق کوئی خیال تھا۔ نہ کوئی اس قسم کا واقعہ ہوا تھا کہ میں نے اس آیت کو کسی وقت پڑھا ہو یا سنا ہو لیکن ایسے جوش کے ساتھ یہ خیال پیدا ہوا کہ میں نے سمجھا خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک ہے۔ اور یہ اس زور سے پیدا ہوئی کہ میں بمشکل اسے دبا کر نماز ختم کر سکا۔ پھر جب میں سونے لگا۔ تو اس وقت بھی یہی خیال تھا۔ اور جب اٹھا تو بھی یہی اور اس کے بعد بھی یہی رہا۔

حتیٰ کہ میں وضو کر کے نماز کے لئے روانہ ہوا۔ اور سیڑھیوں سے نیچے اترا۔ تو حضرت خلیفہ اول آتے ہی ملے۔ فرمانے لگے آج آپ کو میں نے بڑا تلاش کرایا۔ آپ کہاں تھے۔ میں نے کہا میں تو گھر میں ہی رہا ہوں۔ معلوم نہیں تلاش کرنے والے سے غلطی ہو گئی یا کیا۔ میں تو گھر سے نکلا ہی نہیں۔ فرمانے لگے میں نہیں جانتا کیا وجہ ہے۔ صبح سے میرے دل میں ایک تحریک بہت زور کے ساتھ ہو رہی ہے۔ کہ آپ آج اس امر پر تقریر کریں۔ کہ لوگ قرآن پڑھیں۔ باتیں کرتے کرتے جب ہم شیخوں کے اس مکان کے قریب پہنچے۔ جو بڑی مسجد کے قریب ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تقریر کرنے کے لئے کوئی آیت منتخب کر لو اور پھر خود ہی فرمایا اچھا یہی آیت سہی یارب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورا اس پر میں نے سنایا کہ رات سے میرے دل میں یہی آیت آ رہی تھی۔ اور اس پر تقریر کرنے کی بڑے زور سے تحریک ہو رہی تھی۔ کہنے لگے شاید تمہاری ہی تحریک کا مجھ پر اثر ہوا ہے۔ تو اس قسم کی لہریں ہوتی ہیں جو ہر قلب کے اندر پیدا ہوتی ہیں۔ اور جس قدر زبردست اور زوردار ہوتی ہیں۔ اسی قدر زیادہ پھیلتی ہیں۔ اور ان میں فرق بھی ہوتا ہے۔ کہ بعض اتنی کمزور ہوتی ہیں جنہیں ہر قلب محسوس نہیں کرتا۔ جس طرح ہوا میں لہریں تو موجود ہوتی ہیں۔ لیکن ہر آنکھ محسوس نہیں کر سکتی۔ بلکہ خاص آلہ ہی محسوس کرتا ہے۔ اور باریک سے باریک ذرات ہوتے ہیں۔ مگر کوئی آنکھ انہیں نہیں دیکھ سکتی۔ بلکہ خوردبین ہی دکھاتی ہے اسی طرح قلب میں پیدا ہونے والی لہروں کا حال ہوتا ہے۔ اور بعض ایسی نمایاں اور زوردار ہوتی ہیں کہ تمام لوگ محسوس کر سکتے ہیں۔ تو ہر ایک فعل جو انسان سے سرزد ہوتا ہے۔ اور ہر ایک خیال جو انسان کو پیدا ہوتا ہے۔ وہ موجود رہتا ہے۔ اور نہ صرف موجود رہتا ہے۔ بلکہ تمام انسانی دماغوں میں جاتا ہے۔ ہاں اگر وہ کمزور ہوتا ہے۔ تو محسوس نہیں ہوتا۔ اور اگر زوردار ہوتا ہے۔ تو سب کو محسوس ہوتا ہے۔

## کوئی انسان اپنے آپ کو غیر ذمہ دار نہ سمجھے

اس سے ہمارے لئے ایک نتیجہ نکلا اور وہ یہ کہ ہم جس طرح اپنے آپ کو غیر ذمہ دار سمجھتے ہیں۔ درحقیقت اس طرح غیر ذمہ دار نہیں ہیں بہت سی باتوں کے متعلق انسان سمجھتے ہیں۔ کہ ہم ان کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اس لئے وہ لاپرواہی کر کے انہیں نکال دیتے ہیں۔ مگر یہ شواہد اور مثالیں جو میں نے پیش کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی کوئی حرکت اور کوئی فعل بے نتیجہ نہیں ہوتا۔ اور نہ وہ اس تک محدود رہتا ہے۔ بلکہ اس کا اثر دور دور تک پھیلتا ہے۔ ہاں جب وہ طاقتور ہوتا ہے۔ تو بہت سے لوگوں کو محسوس ہوتا ہے۔ اور جب کمزور ہوتا ہے تو کم لوگوں کو محسوس ہوتا ہے۔ لیکن ہوتا ضرور ہے اور کچھ نہ کچھ اثر ضرور کرتا ہے۔

## مخفی لہروں کے اثر کرنیکا ثبوت قرآن سے

چنانچہ اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ کہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ کہ انسان کے دل میں پیدا ہونے والی مخفی لہریں بھی دوسروں پر اثر کرتی ہیں۔ کیونکہ فرماتا ہے۔ کہو ہم پناہ مانگتے ہیں۔ خناس کے وسوسوں سے۔ گویا ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو خود تو پیچھے رہتے ہیں۔ لیکن ان کے وسوسے

یعنی گندے خیالات دوسروں کے دلوں میں جا پڑتے ہیں۔ اس میں یہ بھی بتایا کہ خناس آپ تو نظر نہیں آتے مگر ان کا وسوسہ دل میں آجاتا ہے۔ کس طرح۔ اسی طرح کہ ان کے دل میں پیدا ہونے والی لہر چلتی ہے اور اس طرح ان کے گندے خیالات دوسروں تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس بات کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ عموماً دیکھا گیا ہے۔ جب کوئی نیا خیال پھیلنے لگتا ہے۔ تو مختلف شہروں میں اس خیال کے لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح تحقیقاتوں کے متعلق بھی دیکھا گیا ہے۔ مثلاً ڈارون تھیوری ہے۔ اس کے تین شخص مدعی ہیں۔ ایک انگریز دوسرا جرمن۔ تیسرا فرانسیسی۔ لیکن محققین کہتے ہیں کہ ایک ہی زمانہ میں ان تینوں کو یہ خیال پیدا ہوا تھا چنانچہ یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ یہ تینوں ایک دوسرے کے ہمعصر تھے۔ تو خیالات ایک سے دوسرے کے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔

## صالحین کی صحبت میں بیٹھنے کا حکم

اسی لئے صحبت صالح کا حکم ہے۔ اس میں یہی حکمت ہے خدا کے برگزیدہ بندوں کی بات تو تحریر کے ذریعہ یا دوسروں کی زبانی بھی معلوم ہو سکتی ہے۔ پھر کونوا مع الصادقین میں صادقوں کی صحبت میں رہنے کا کیوں اشارہ کیا گیا ہے۔ پھر رسول کریم کے پاس رہکر تعلیم حاصل کرنے یا مسیح موعود کا اپنی صحبت میں رہنے کی تاکید کرنیکا کیا مطلب ہے۔ درحقیقت بات یہ ہے۔ کہ صرف الفاظ اس قدر اثر نہیں رکھتے۔ جس قدر وہ رو رکھتی ہے جو قلب سے نکلتی ہے۔ اور چونکہ ہر قلب ایسا نہیں ہوتا جو اسے دور سے محسوس کر سکے۔ اس لئے قریب ہونے کی وجہ سے چونکہ رو کی شدت بڑھ جاتی ہے۔ اور جلدی اثر ہو جاتا ہے۔ اس لئے قرب کا حکم دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کو بتایا گیا۔ کہ جو تیرے زمانہ کے لوگ ہونگے۔ وہ اچھے ہونگے۔ اور جو ان سے بعد کے ہونگے۔ وہ ان سے کم درجہ کے ہونگے۔ اور ان سے بعد کے ہونگے وہ ان سے کم درجہ کے ہونگے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ ان سب کی اصلاح تو قرآن کریم اور احادیث کے ذریعہ ہوئی۔ اور اسی طرح سے پاک وصاف ہوئے۔ پھر وجہ کیا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے لوگ اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ اور ان کے بعد کے ان سے کم اور ان کے بعد کے ان سے بھی کم اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ پہلوں پر جس قدر رسول کریم اور حضرت مسیح موعود کے وجود پاک سے نکلی ہوئی لہر کا اثر ہوا وہ بعد زمانی کی وجہ سے بعد والوں پر کم ہوتا گیا دیکھو پانی میں جب پتھر پھینکا جائے۔ تو قریب کی لہریں بہت نمایاں اور واضح ہوتی ہیں۔ اور جوں جوں لہریں پھیلتی جاتی ہیں مدہم ہوتی جاتی ہیں۔ یہی حالت روحانی لہروں کی ہوتی ہے۔ ان پر جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے۔ اور وہ پھیلتی جاتی ہیں۔ تو گو مٹتی نہیں۔ مگر ایسی کمزور اور مدہم ہوتی جاتی ہیں۔ کہ ہر ایک دل انھیں محسوس نہیں کرتا۔ اور جو محسوس کرتا ہے۔ وہ بھی پورے طور پر محسوس نہیں کرسکتا۔ اس لئے جن لوگوں کو روحانیت کی لہر پیدا کرنیوالے وجود کا قرب مکانی یا قرب زمانی حاصل ہوتا ہے۔ وہ اس لہر سے زیادہ فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اور بعد میں آنے والوں سے بہت بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔

## قرب کا اثر

قرب مکانی اور زمانی کے اثر کا عام اور ظاہری ثبوت اس سے مل سکتا ہے کہ آپ لوگوں نے کئی دفعہ تجربہ کیا ہوگا۔ اگر کسی کو کوئی کام کرنے کے لئے خط لکھا جائے۔ تو وہ انکار کر دیتا ہے۔ مگر خود اس کے پاس جا کر کہا جائے تو کام کر دیتا ہے۔ ہر ایک کہنے والا نہیں جانتا کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ منہ دیکھے کا لحاظ کیا گیا ہے۔ لیکن دراصل وہ رو کا اثر ہوتا ہے جو قرب کی وجہ سے زیادہ پڑتا ہے۔ اور اس طرح جس کو کچھ کہا جائے۔ وہ مان لیتا ہے۔ اسی طرح وہی تقریر جو ایک جگہ مقرر کے منہ سے سنی جائے جب چھپی ہوئی پڑھی جائے۔ تو اس کا وہ اثر نہیں ہوتا۔ جو سننے کے وقت ہوتا ہے۔ اس وقت بڑا مزا اور لطف آتا ہے۔ لیکن چھپی ہوئی پڑھنے سے ایسا مزا نہیں آتا جس پر کہدیا جاتا ہے۔ کہ لکھنے والے نے اچھی طرح نہیں لکھی۔ لیکن بات یہ ہوتی ہے۔ کہ لکھنے والا تو صرف الفاظ ہی لکھتا ہے۔ وہ لہریں جو تقریر کرنے والے سے نکل رہی ہوتی ہیں۔ ان کو محفوظ نہیں کرسکتا۔ اس لئے صرف الفاظ کا اتنا اثر نہیں ہوتا۔ جتنا لہروں کے ساتھ ملنے سے ہوتا ہے۔ جو قرب کی وجہ سے سننے والے تک پورے طور پر پہنچ رہی ہوتی ہیں۔ اس لئے تقریر سننے سے زیادہ اثر ہوتا ہے۔ اور پڑھنے کے وقت ایک تو بعد ہوتا ہے۔ اور دوسرے صرف نقط ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ لطف نہیں آتا۔ اور نہ اتنا اثر ہوتا ہے۔

## مجددین کے مبعوث ہونے کی وجہ

یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ اسلام میں مجددین مبعوث کئے جاتے رہے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کے صرف الفاظ سے وہ اثر نہیں ہوسکتا جو خدا کے صاف کئے ہوئے کسی انسان کے منہ سے نکلنے پر ہو سکتا ہے۔ تو جو لہر کسی وجود سے نکلتی ہے۔ وہ ضرور اثر کرتی ہے۔ اور کبھی ضائع نہیں جاتی۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ جو لہر زیادہ زوردار ہوتی ہے۔ وہ زیادہ اثر کرتی ہے۔ اور جو کمزور ہوتی ہے وہ کم اثر کرتی ہے۔ اسی طرح قریب کی چیزوں پر زیادہ اثر ہوتا ہے۔ اور بعید پر کم۔ لیکن اثر ہوتا ضرور ہے۔ جس سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ کوئی شخص اپنے آپ کو غیر ذمہ دار سمجھ کر یہ خیال نہ کرے۔ کہ میں جو کچھ کہتا ہوں۔ اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

## سخت غلطی کرنے والا انسان

ایک ایسا شخص۔ جو لغو دشنام کی کوئی بات منہ سے نکال کر یہ کہدیتا ہے

کو بیکار کیا ہے۔ میں تو ایک غیر ذمہ دار شخص ہوں۔ میری بات کا کوئی اثر نہیں ہے۔ وہ سخت غلطی کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ اس کی بات کا ظاہرا اثر نہ ہو۔ مگر اس سے جو لہر چلتی ہے۔ وہ ضرور ایسے لوگوں کو خراب کرتی ہے جو کمزور ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ خواہ اس کے پاس ہوں۔ یا دور۔ ان پر ضرور کچھ نہ کچھ اثر ہوگا۔ اور جن میں زیادہ طاقت ہوگی۔ وہ تو اس لہر کا مقابلہ کریں گے۔ لیکن اگر کم ہوگی تو متاثر ہو جائیں گے پس کسی کو یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ غیر ذمہ دار ہوں اور اس کی بات کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ اثر ضرور ہوتا ہے۔

## مومن کو احتیاط کرنی چاہئے

اس لئے مومن کو چاہیئے کہ اپنا ہر ایک کام ہر ایک فعل اور ہر ایک بات کرتے وقت نہایت احتیاط کرے۔ اور کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے کسی قسم کا فتنہ پیدا ہوتا ہو کیونکہ جو ایسا نہیں کرتا۔ وہ اپنے ہاتھ۔ اپنے پاؤں۔ اپنی زبان اور اپنے خیال سے زہر پھیلاتا ہے۔ اور بہت سوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ وہ اسلام میں روک ڈالتا ہے۔ اور جو لوگ اشاعت اسلام کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں روک بنتا ہے کیونکہ جہاں اشاعت اسلام کرنے والے لوگوں کے دلوں میں اسلام کے پھیلانے کی رو پیدا ہوتی ہے وہاں اس کے دل میں ایسے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ جن سے فتنہ و فساد شرارت اور بد امنی پیدا ہوتی ہے۔ پس ہر شخص کو چاہئے۔ کہ اپنے خیالات اور افعال کو نہایت احتیاط کے دائرہ میں رکھے اور کوئی بات اور کوئی فعل ایسا نہ کرے جس سے چھوٹے سے چھوٹا فتنہ پیدا ہونے کا احتمال بھی ہو۔ اور ہر ایک برے خیال کا مقابلہ کرتے ہوئے نیک خیالات اور اچھے ارادے اپنے دل میں پیدا کرے۔ ایسا شخص اگر اپنے گھر میں بیٹھا ہو تو بھی دور دور اسلام کی تبلیغ کا موجب بن رہا ہوگا۔ کیونکہ اس کے دل سے جو اچھی رو نکلیگی وہ دور دور پھیلیگی۔ اور لوگوں کو متاثر کریگی۔

## نیت اور عمل میں فرق

یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔ نیت المومن خیر من عملہ۔ کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے اچھی ہے۔ بعض لوگوں نے اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قرار دیا ہے۔ لیکن یہ حدیث نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے ظاہری نظر سے دیکھنے والا انسان تو کہیگا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ نیت عمل سے اچھی ہو اور صرف اچھی نیت کرنا عمل کرنے سے اچھا ہو۔ لیکن بات دراصل یہ ہے۔ کہ جو انسان قلب میں اصلاح کرے وہ اعمال صالح تو کریگا ہی۔ لیکن چونکہ اس کے قلب کا اثر دور دور تک پہنچیگا۔ جس سے لوگوں میں ایسی کشش پیدا ہوگی۔ کہ اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ اس لئے نیت کا درجہ عمل سے اعلیٰ بنایا گیا ہے۔ کیونکہ عمل صرف دیکھنے والوں پر اثر ڈال سکتا ہے۔ جو بہت محدود ہوتے ہیں۔ مگر قلب کا اثر دور دور تک پہنچتا ہے۔ تو چونکہ نیتوں ارادوں اور باتوں کا اثر بہت وسیع ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے متعلق مومن کو بہت محتاط رہنا چاہئے مگر عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ کسی کے دل میں جو خیال آتا ہے خواہ وہ کیسا ہی فتنہ انگیز ہو اسکو پھیلانا شروع کر دیا جاتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی اس میں شریک کر لیا جاتا ہے۔ یہ مومن کی شان نہیں ہے۔

## مومن کی شان

مومن وہی ہے۔ جو اپنے ہر قسم کے خیالات اور ارادوں پر پوری طرح قبضہ اور اختیار رکھتا ہے۔ اپنے دل میں نیک اور اچھے خیال کو آنے دیتا ہے۔ اور بد کو روک دیتا ہے۔ اور یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف جھک جائے۔ تو دل خود بخود قابو میں آ جاتا ہے۔ اور نیک تحریکیں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔

## قلب کی اصلاح سب سے ضروری ہے

ہماری جماعت کے لوگوں کے لئے سب سے پہلے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنے خیالات اور ارادوں کی اصلاح کریں بہت لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ حالانکہ سب سے ضروری یہی بات ہے۔ کہ انسان کو اپنے قلب پر قبضہ حاصل ہو۔ اور جس کو دل پر قبضہ اور اختیار حاصل ہو گیا اسے سب کچھ حاصل ہو گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا۔ کہ ابوبکر نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج کی وجہ سے فضیلت نہیں رکھتا۔ بلکہ اس چیز کی وجہ سے فضیلت رکھتا ہے۔ جو اس کے قلب میں ہے۔ تو درحقیقت قلب میں پیدا ہونے والی چیز ہی ایسی ہے۔ جو ظاہری اعمال پر بہت بڑی فضیلت رکھتی ہے۔ بہت لوگ نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے۔ زکوٰۃ دیتے حج کرتے ہیں۔ لیکن انہیں کچھ نہیں حاصل ہوتا۔ اسکی وجہ یہی ہے۔ کہ ان کی نیت درست اور ارادہ ٹھیک نہیں ہوتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ایک انسان ہوتا ہے۔ جو ساری عمر جنتیوں والے کام کرتا رہتا ہے۔ لیکن اس کے دل میں کوئی ایسی بات ہوتی ہے۔ کہ مرتے وقت اسے ایسا دھکہ لگتا ہے۔ کہ دوزخ میں جا گرتا ہے۔ اسی طرح ایک انسان ساری عمر ایسے کام کرتا رہتا ہے۔ جو بظاہر دوزخیوں والے ہوتے ہیں اور وہ دوزخ کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اس کے قلب میں ایسی بات ہوتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اسے دوزخ میں گرنے سے کھینچ لیتا۔ اور جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صرف ظاہری اعمال کامیابی کے لئے کافی نہیں ہوتے۔ ظاہری اعمال خواہ انسان کتنے ہی کرے اگر اس کے قلب میں نور ایمان اور اخلاص نہ ہو تو چھوٹی چھوٹی باتوں سے اسکو ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ اور کہیں سے کہیں جا پڑتا ہے اور چونکہ اس کے اعمال بہت ہی محدود اور سطحی ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا بہت کم نتیجہ نکلتا ہے۔ اسکے

مقابلہ میں روحانی لہریں بہت گرمی اور پائیدار ہوتی ہیں۔ اور وہ قلب سے نکلتی ہیں۔ اس لئے قلب کی اصلاح سب سے ضروری اور اہم ہے۔ ایسا انسان جو ظاہری طور پر اسلام کے احکام پر عمل کرتا ہے۔ مگر اس کے قلب میں کوئی ایسی لہر پیدا ہوتی ہے۔ جو اسلام کی اشاعت میں روک ہے تو وہ اسلام کی مخالفت کرنے والا ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ انسان کو ہوشیار رہنا چاہئے۔ اس کے جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے کہ وہ خراب ہو جائے۔ تو اس کا سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ اور وہ اچھا ہو تو سارا جسم اچھا ہوتا ہے۔ اور وہ دل ہے۔ پس جب کسی کے دل میں بدخیال آتے ہیں۔ تو اس کا سارا جسم برا ہو جاتا ہے۔ اور جب نیک خیال آتے ہیں۔ تو سارا جسم اچھا ہوتا ہے۔ اس لئے قلب کا صیقل کرنا اور اس میں پاکیزگی پیدا کرنا نہایت ضروری ہے۔ تو میں نے بتایا ہے۔ جس کا قلب صاف ہو وہ گھر بیٹھے بیٹھے دور دور تبلیغ کر رہا ہوتا ہے۔ وہ جاپان میں تبلیغ کرتا ہے۔ وہ چین میں تبلیغ کرتا ہے وہ یورپ میں تبلیغ کرتا ہے۔ وہ امریکہ میں تبلیغ کرتا ہے۔ گویا وہ ساری دنیا میں تبلیغ کر رہا ہوتا ہے

## حضرت مسیح موعود کے ذریعہ چلی ہوئی رو

دیکھو حضرت مسیح موعود ساری دنیا میں تبلیغ کرنے نہیں گئے۔ لیکن آپ نے جو رو چلائی ہے وہ ہر جگہ پھیل رہی ہے۔ اور تمام اقوام میں مذہب کا چرچا ہو رہا ہے۔ چاہے لوگ اس وقت حضرت مسیح موعود کو سچا نہ سمجھیں۔ اور آپ کو قبول نہ کریں۔ لیکن جس طرح ایک بیہوش کی آنکھ کھلتی ہے تو اس کا ہاتھ سب سے پہلے اسی چیز پر پڑتا ہے جو اس کے قریب ہوتی ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کی غفلت سے جب آنکھ کھل رہی ہے۔ تو گو ان کی توجہ انہیں باتوں کی طرف ہو رہی ہے۔ جو ان کے زیادہ قریب ہیں۔ لیکن جب زیادہ آنکھ کھل جائیگی تو اصل بات کی طرف بھی توجہ کرنے لگیں گے۔ لیکن اس سے یہ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے جو رو چلائی۔ وہ ساری دنیا میں پھیل رہی ہے۔

پس اس میں شک نہیں کہ قلب کی رو ساری دنیا میں پھیلتی ہے۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ پاس والوں پر زیادہ اثر ڈالتی ہے۔ لیکن نبی چونکہ مرکز ہوتا ہے۔ اس لئے ایک مقام پر کھڑا ہو کر رو کو پھیلاتا ہے۔ اور اس طرح اس کی رو کا جو اثر ہوتا ہے۔ وہ اس کے جگہ بجگہ پھرنے سے نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود ابتدا میں کچھ عرصہ کئی جگہ گئے ہیں۔ مگر بعد میں ایک مقام پر قائم ہو گئے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائی زمانہ میں تبلیغ کے لئے مختلف مقامات پر جاتے رہے مگر بعد میں جنگوں کے لئے تو آپ کو جانا پڑا مگر تبلیغ کے لئے نہیں گئے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام بھی کشمیر تک تو آئے۔ مگر پھر ٹھہر گئے۔ تو انبیا ابتدائی زمانہ میں پھرتے ہیں مگر بعد میں ایک مرکز پر قائم ہو جاتے ہیں اور اسی جگہ بیٹھے ہوئے دور دور اپنا اثر پہنچاتے رہتے ہیں چنانچہ دیکھ لو حضرت مسیح موعود نے ایک جگہ بیٹھ کر کس طرح ہر جگہ اپنا اثر پہنچا دیا ہے۔ گو آج وہ اثر ہر جگہ نظر نہیں آتا۔ لیکن زمانہ بتائیگا۔ اور بتا رہا ہے۔ کہ کوئی جگہ نہیں جہاں آپ کا اثر نہیں پہنچ چکا۔ تو قلب کی اصلاح سب سے ضروری ہے۔ جو اسکی اصلاح نہیں کرتا۔ وہ غفلت میں پڑا سو رہا ہے۔ وہ اسلام کا دوست نہیں۔ بلکہ دشمن ہے کیونکہ اس کا قلب ایسی بدبو پھیلا رہا ہے۔ جس کا اثر دوسروں پر برا پڑتا ہے۔ اور وہ اسلام سے دور ہو جاتے ہیں۔

## قلوب کی اصلاح سے اشاعت اسلام میں آسانی

پس میں آپ لوگوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ اپنے قلوب کی اصلاح کرو تا کہ تمھارے ذریعہ اشاعت اسلام میں آسانیاں پیدا ہوں۔ اگر ہماری جماعت کے لوگ قلب کی پوری پوری اصلاح نہ کریں گے۔ تو نہ صرف خود ایمان کے اعلیٰ درجہ کو حاصل نہ کر سکیں گے۔ بلکہ دوسروں کے ایمان لانے میں بھی روک بنینگے۔ آج کل کئی لوگوں نے اصلاح چندہ دینا سمجھ رکھی ہے اور وہ اپنی ہمت کے مطابق چندہ دیتے ہیں خدمتیں کرتے ہیں۔ اور بھی کئی قسم کی قربانیاں کرتے ہیں۔ مگر بعض اوقات چھوٹی سی بات سے ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گو ان کے ظاہری اعمال اچھے تھے۔ لیکن ان کے دل میں ایمان مضبوطی کے ساتھ گڑا ہوا نہیں تھا۔ اور انہیں قلب کی پوری صفائی حاصل نہ تھی۔ انکی حالت ایسی ہی تھی جیسے پاخانہ پر کھانڈ پڑی ہو اور ذرا سی ٹھوکر سے بدبو نکل آئے۔ اس قسم کی کئی مثالیں مل سکتی ہیں۔ کہ چھوٹی چھوٹی باتیں ٹھوکر کا موجب ہوئی ہیں۔ اور پھر ایسے لوگوں نے اس بات کی کوئی پروا نہیں کی۔ کہ ان کے ذریعہ کتنا فتنہ پیدا ہوگا۔ ایک آدمی کے متعلق جب معلوم ہوا کہ وہ ڈگمگا رہا ہے۔ تو میں نے اس کے پاس آدمی بھیجے جنہیں اس نے کہا کہ مجھے روپیہ کی ضرورت تھی جو میاں صاحب نے نہیں دیا۔ اور لاہوری احباب نے دیا ہے اب میں کیا کروں۔ اور کس طرح ان سے ہٹوں۔ اس بات کو اگر مان بھی لیا جائے۔ کہ ہماری غلطی ہے۔ اور ہم نے اس وقت اسکی امداد نہیں کی۔ (حالانکہ اسے یہ وہم کہ اپنے ہی گھر سے لگا ہے) تو بھی میں کہتا ہوں۔ اس سے یہ کس طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نبی نہ تھے۔ پھر بجائے تو جو اس کا جی چاہتا کہہ سکتا تھا۔ لیکن اسکی وجہ سے اسے یہ کس طرح پتہ لگا۔ کہ غیر احمدی مسلمان ہیں۔ میرے روپیہ دینے یا نہ دینے میرے خاطر گستری یا نہ کرنے سے مسئلہ نبوت مسیح موعود پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ لیکن اسی بات سے ٹھوکر کھا کر وہ کہیں کا کہیں جا پڑا۔ پس اس بات سے

اس سے عقائد کا بگڑ جانا بتا رہا ہے۔ کہ اس پر ایک پردہ پڑا ہوا تھا۔ جو ذرا سی ٹھوکر سے پھٹ گیا۔ اور اندر سے اس کے گندے اور ناپاک نفس کی بدبو آنے لگ گئی۔ تو اس طرح ٹھوکریں لگنے کی وجہ دراصل یہی ہوتی ہے کہ ایسے لوگوں کے قلب صاف نہیں ہوتے۔

## صفائی قلب کا نتیجہ

اگر قلب صاف ہو تو انھیں اپنے عقائد پر ایسا یقین اور ثبات ہو کہ جس سے کوئی چیز انھیں متزلزل نہ کر سکے۔ دیکھو اگر ایک شخص کو کامل ایمان ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے رسول ہیں۔ اور اس کے قلب میں یہ بات پورے وثوق کے ساتھ داخل ہو تو اسے اگر ساری دنیا مل کر بھی اس عقیدہ سے ہٹانا چاہے۔ تو وہ نہیں ہٹیگا۔ وہ جان تو دیدے گا۔ مگر ایمان نہیں دیگا۔ وہ اپنے بیوی بچوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرانا منظور کر لیگا۔ لیکن یہ نہیں کہیگا۔ کہ آپ خدا کے رسول نہ تھے۔ اسی طرح جس شخص کے قلب میں یہ بات داخل ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود خدا کے نبی ہیں۔ اسے خواہ کتنی ہی مشکلات پیش آئیں۔ کتنی ہی تکالیف کا سامنا ہو۔ وہ آپ کے نبی ہونے سے کبھی انکار نہیں کرے گا۔ لیکن جس کے دل میں یہ بات داخل نہ ہوگی۔ وہ خواہ زبانی اس کا کتنا ہی اقرار کرتا رہے۔ معمولی سی ٹھوکر کر انکار کر دیگا۔ پس سب سے ضروری بات یہی ہے۔ کہ قلب کو صاف کیا جائے۔ اور اسے ہر قسم کی آلائشوں اور پلیدیوں سے پاک رکھا جائے۔ آپ لوگوں کو اس طرف خاص توجہ کرنا چاہئے۔ اور یاد رکھنا چاہئے۔ کہ صرف ظاہری اعمال سے کام نہیں چلتا۔ اس وقت تک نمازیں نمازیں نہیں کہلا سکتیں۔ روزے روزے نہیں کہا جا سکتا۔ حج حج نہیں ہو سکتا۔ زکوٰۃ زکوٰۃ نہیں کہی جا سکتی جب تک قلب صاف نہ ہو۔ اور قلب میں پاکیزگی نہ پیدا ہو جائے۔ اور جب قلب صاف ہو جائے۔ تو پھر سب باتیں خود بخود صاف ہو جاتی ہیں۔

## قلب کی صفائی کے طریق

قلب کی صفائی کے کیا ذرائع ہیں۔ یہ ایک لمبا مضمون ہے۔ اور اس وقت مجھے کچھ تکلیف ہے۔ زیادہ بول نہیں سکتا۔ اس لئے میں صرف اتنا بتاتا ہوں۔ کہ قلب کی صفائی کے طریق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں موجود ہیں۔ میں اس وقت آپ لوگوں کو جگا رہا ہوں۔ اور ایک اہم بات کی طرف متوجہ کر رہا ہوں۔ آگے اس کا حاصل کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا۔ آپ لوگوں کا کام ہے پس میں پھر کہتا ہوں کہ اپنے اپنے قلب کی صفائی کرو۔

## قلب صاف ہو جانے کے بعد کیا ہوگا

اگر آج ہماری ساری جماعت اپنے قلوب کو صاف کرے اور ایسا بنالے۔ کہ کوئی ٹھوکر۔ کوئی تکلیف۔ کوئی مشکل اور کوئی مصیبت اسے صراط مستقیم سے ہٹا نہ سکے اور دشمن تو الگ رہے اگر اپنوں سے بھی کوئی رنج اور تکلیف پہنچے۔ تو بھی عقائد سے متزلزل نہ ہو۔ کیونکہ اس نے کسی کے لئے حضرت مسیح موعود کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے مانا ہے پس اگر ہماری جماعت کے تمام افراد کو یہ بات حاصل ہو جائے۔ تو موجودہ صورت سے کئی گنا بڑھ کر ہماری ترقی کی رفتار تیز ہو جائیگی۔ اور جس طرح سیلاب کے سامنے بڑی بڑی عمارتیں اور دیواریں گرتی اور بہتی جاتی ہیں۔ اسی طرح اس روحانیت کے دریا کے سامنے کفر کی عمارتیں دھڑا دھڑ گرتی چلی جائینگی۔ پھر قلب کی صفائی کے ساتھ ظاہری صفائی کی بھی ضرورت ہے۔ اس لئے اس سے بھی غافل نہ رہنا چاہئے۔ اور اپنے فرائض کی اہمیت اور موقعہ کی نزاکت کو خوب اچھی طرح محسوس کرنا چاہئے۔

## موجودہ نازک حالت

اس وقت حالت یہ ہو کر پہلی بوسیدہ عمارتوں کو مٹایا جا رہا ہے۔ ان کی جگہ نئی بنیادیں رکھی جا رہی ہیں۔ اور ایسا وقت بہت نازک اور تکلیف دہ ہوتا ہے۔ جبکہ پرانی عمارت گرا کر نئی بنائی جا رہی ہوتی ہے۔ کیونکہ خواہ مکان پرانا اور بوسیدہ ہو تو بھی اس میں گذارہ کرنے والے کر ہی لیتے ہیں۔ بارش میں اگر ایک جگہ سے ٹپکے۔ تو دوسری جگہ ہو بیٹھتے ہیں۔ گرمی میں دھوپ سے۔ اور سردی میں ہوا سے بچتے ہیں۔ لیکن جب مکان بالکل گر جائے۔ تو پھر کچھ بھی سہارا نہیں رہتا۔ پس آج اسلام کی وہ عمارت جو نااہلوں کی وجہ سے بوسیدہ ہو گئی تھی گرا دی گئی ہے اور اب نئی عمارت بنائی جائیگی۔ بوسیدہ عمارت کے گرنے سے ہمیں خوشی ہے۔ کہ نئی بنیگی۔ لیکن جس طرح نیا مکان بنانے کے لئے بہت زیادہ فکر اور کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اس سے زیادہ کوشش کی ہمیں ضرورت ہے۔ اس وقت زیادہ سے زیادہ دو تین مسلمان کہلانے والوں کی حکومتیں رہ گئی تھیں۔ اور وہی اسلام کی عمارت سمجھی جاتی تھیں۔ لیکن چونکہ وہ بوسیدہ ہو گئیں اس لئے خدا انھیں گرا رہا ہے۔ اور اس طرح مسلمانوں کو بیدار اور ہوشیار کیا گیا ہے۔ اب نئی عمارت بنیگی۔ مگر تلوار کے ذریعہ نہیں روحانی ذرائع سے۔ اور اس کے لئے تیاری کرنا ہمارے لئے نہایت ضروری ہے۔ اگرچہ یہ دن اسلام کے لئے بہت نازک اور خطرناک دن ہیں۔ مگر جو خدا تعالےٰ پر یقین اور بھروسہ رکھتے ہیں۔ ان کے لئے خوشی کا بھی موقعہ ہے۔ کہ اب نئی عمارت بنیگی۔ پس اس عمارت کی تیاری کے لئے محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔

## اسلام کی ترقی کے ساتھ مسلمانوں کی ترقی وابستہ ہے

باقی جس قدر لوگ ہیں انھیں اس کی پرواہ ہی نہیں۔ وہ دن رات دنیا حاصل کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور جنہیں کچھ مذہب کا خیال ہے۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ اپنے ایجاد کردہ ذرائع سے کامیاب ہو جائیں گے۔ حالانکہ کوئی مذہب اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ خدا کے

ساتھ مسلح نہو۔ اور خدا خود اس کا معاون و مددگار نہ ہو جائے۔ تو اسلام کی ترقی کے ساتھ مسلمانوں کی ترقی وابستہ ہے۔ جب تک اسلام ترقی نہیں کریگا مسلمان بھی ترقی نہیں کرسکتے۔ اور کوئی ذریعہ ان کی کامیابی کا نہیں ہے۔ لیکن عام لوگ اس سے غافل پڑے ہوئے ہیں۔ صرف ایک ہی جماعت ہے۔ جس کی توجہ اس طرف ہے اور وہ احمدی جماعت ہی ہے۔ اب دیکھئے کیسا نازک وقت ہے اسلام کی عمارت تیار ہونے کیلئے ایک طرف تو کروڑوں مزدوروں کی ضرورت ہے لیکن دوسری طرف مزدوروں نے سٹرائک کر رکھی ہے۔ اور مسلمان کہلانے والوں نے کہہ دیا ہے کہ ہم اس میں نہیں لگیں گے۔ اس لئے صرف چند لاکھ ایسے آدمی ہیں جو بظاہر اتنی بڑی عمارت کے ایک گوشہ کے لئے بھی کافی نہیں ہیں۔ ایسی حالت میں جس قدر محنت اور کوشش کی ہمیں ضرورت ہے وہ صاف ظاہر ہے۔

## یہ آرام لینے کا وقت نہیں

لیکن کیسی عجیب بات ہے کہ ایسے وقت میں اور اتنے کم مزدور ہونے کی صورت میں ان میں سے بھی کئی پاؤں پھیلا کر بیٹھے ہوئے ہیں کہ ستالیں اور آرام کرلیں۔ ایسے لوگوں کو میں کہتا ہوں کہ یہ غفلت اور سستی کا وقت نہیں اور نہ ہی آرام کرنیکا موقعہ ہے بلکہ کام کا وقت ہے اور آپ لوگوں نے اس کام کرنے کے لئے کئی ایک وعدے کئے ہیں میں ان وعدوں کے پورا کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ میں جن میں غفلت اور سستی پائی جاتی ہے وہ اسے ترک کریں کامیابی اور کامرانی تمہارے دروازے پر کھڑی ہے۔ اور یہ کامیابی یا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت حاصل ہوئی ہے یا اب ہوگی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ہم اچھے ہیں یا مسیح کے صحابہ۔ آپؐ نے فرمایا میں نہیں جانتا صحابہ کو جو انعام ملے تھے ان کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہر مسلمان خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ پس انعام جو انہیں ملے وہی آپ لوگوں کو مل سکتے ہیں اور تمہارے لئے رحمتوں کے دروازے کھل گئے ہیں۔ نزر نفضل

کے فوارے چل رہے ہیں۔ مگر جہاں خدا کے رحم کی پھوار برس رہی ہے۔ وہاں آگ کی بارش بھی ہو رہی ہے۔ اب جس کے نیچے کوئی اپنے آپ کو بیجائیگا وہی اس پر پڑیگا۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ آگ چھوڑ کر پانی کی طرف آئیں اور اپنے آپ کو اس کے نیچے رکھدیں۔ اپنے اندر تغیر پیدا کریں تاکہ لوگوں کے دلوں کو فتح کرسکیں۔ اور یہ کام بہت ہی مشکل کام ہے جب تک اپنے اندر خاص تبدیلی نہ پیدا کی جائیگی۔ اس وقت تک نہیں ہوسکیگا۔

## جماعت لاہور سے خطاب

لاہور کی جماعت کو خاص طور پر متوجہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ قادیان کے بعد اگر ہماری جماعت کا کوئی مرکز ہوسکتا ہے۔ تو وہ لاہور ہی ہے جہاں ہر طرف سے لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس لئے قادیان کے بعد اگر تبلیغ میں کوئی جگہ ممد و معاون ہوسکتی ہے۔ تو وہ یہی جگہ ہے۔ کیونکہ ہر طرف کے لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں۔ اور پھر یہاں سے تمام ملک میں پھیل جاتے ہیں اس لئے یہاں کی جماعت کی ذمہ داریاں بہت بڑھی ہوئی ہیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں ان کی کوتاہیاں بھی بہت بڑھی ہوئی ہیں اس کی وجہ یہ نہیں کہ لوگوں میں اخلاص نہیں۔ بہت بڑا حصہ مخلص ہے لیکن وہ مجموعی طور پر اور مل کر کام نہیں کرتے ہر ایک الگ الگ کام کر رہا ہے۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ سب سے پہلے تو اپنے قلوب اور اعمال کی اصلاح کرو۔ اور پھر اپنی ذمہ داریوں کو دیکھو۔ اگر تم ان ذمہ داریوں کو پورے طور پر ادا کرو تو یقیناً سمجھ لو کہ تمہارے لئے انعامات کے حصول کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دے کہ اسلام اور سلسلہ کی ترقی کے لئے آپ بہت کچھ کام کرسکیں۔

## سردار نصر اللہ خاں تخت سے دست بردار ہوگیا

امیر حبیب اللہ خاں والئے کابل کے قتل ہونے کے بعد سردار نصر اللہ نے اپنے امیر ہونیکا اعلان کیا تھا۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک آدھ دن کے بعد ہی تخت سے دست بردار ہوگیا ہے اور اب سردار امان اللہ خاں کے امیر ہوجانے کی اطلاع آگئی ہے۔ جو امیر حبیب اللہ خاں کے

## ممالک غیر کی تازہ خبریں

**یہودیوں کے مطالبات۔** ۲۷ر فروری رائیٹر کو معلوم ہوا ہے کہ یہودی نمائندوں کا بیان آج صلح کی کانفرنس میں سنا گیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ یہودیوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ فلسطین کو اپنا قومی وطن بنائیں۔ غیر یہود اقوام کے حقوق کی حفاظت کا خیال رکھا جائیگا اور لیگ اقوام کے ماتحت اس کی نگرانی برطانیہ کے سپرد کی جائے۔

**برلن میں شدید جنگ۔** لنڈن ۲۵ر فروری ایمسٹرڈم میں جو تار برلن سے وصول ہوا ہے وہ مظہر ہے کہ شنبہ کو تمام دن شدید جنگ ہوتی رہی۔ اور کمیونسٹوں نے اکثر پبلک عمارات پر قبضہ کرلیا۔ طلبار اور نیشنل گارڈ کمیونسٹوں کے ساتھ شریک ہو کر جنگ کرنے لگے۔ اور شہر میں داخل ہو گئے۔ اور اکثر عمارتوں سے ان کو باہر کردیا۔

**ونڈاویر جرمنوں نے دوبارہ قبضہ کرلیا۔** لنڈن ۲۷ر نومبر کوپن ہیگن کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ برلن کے ایک تار سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بری اور بحری حملوں کے بعد ایک خونریز جنگ میں ونڈاو بالشویکوں کے ہاتھ سے دوبارہ نکال لیا گیا۔

**انگلستان میں انفلوائنزا۔** لنڈن ۲۶ر فروری گذشتہ ہفتہ میں انگلستان و ویلز میں تین ہزار ۷۴۶ اموات انفلوئنزا سے ہوئیں۔

**نئے امیر کی تخت نشینی۔** لنڈن۔ صاحب وزیر ہند کی جانب سے حسب ذیل بیان سرکاری طور پر شائع ہوا ہے:۔

نصر اللہ خاں جلال آباد کے سرداروں اور مرحوم امیر کے بڑے بیٹے عنایت اللہ خاں کی رضامندی سے اپنے بھتیجے کو حق میں تخت افغانستان سے دست بردار ہوگیا۔ بادشاہ بنائے گئے مگر اہل کابل نے اسکو تسلیم نہ کیا اور مرحوم امیر کے تیسرے لڑکے نے اپنی بادشاہت کا اعلان کردیا۔ اور عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔

## اشتہارات

### جلسہ پر آنیوالے احباب کو مژدہ

خاکسار کی دوکان احمدیہ بازار میں ہے۔ تمام برادران ملت ہر قسم کی مفید کتابیں خصوصاً اشاعت احمدیت کے لئے ٹریکٹ اور پنجابی نظمیں مجھ سے خرید کر ہم خرما وہم ثواب حاصل کریں۔

خاکسار محمد عنایت اللہ تاجر کتب قادیان

### اپنی خوابوں کی حقیقت معلوم کرلو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس تقریر کے ذریعہ جو حضور نے گذشتہ سالانہ جلسہ پر فرمائی۔ اور حقیقۃ الرؤیا کے نام سے شائع ہو چکی ہے قیمت فی جلد ۱۰/ (دس آنے) قادیان کے تمام کتب فروشوں سے مل سکتی ہے +

### اصلی ممیرا ممیرے کا سرمہ سلاجیت

ممیرے کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلیفہ اول نے کی اور سرمہ کی ترکیب انہوں نے ہی بتلائی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است" ممیرے کی قیمت فی تولہ عہ اور سرمہ فی تولہ عہ

**ست سلاجیت** فی تولہ عہر مقوی اعضائے رئیسہ مشتہی طعام قاطع بلغم ورباح دافع بواسیر دق تشنج خیبت قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ اور درد مفاصل کے لئے مجرب ہے +

المشتہر

احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

### ضرورت ضرورت ضرورت

ہمیں ڈیرہ دون دوکان کے لئے ایک تجربہ کار چست اور محنتی احمدی ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ جو موٹر کاروں کی مرمت کا کام بخوبی جانتا ہو تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت ہو سکتا ہے احمدی احباب عند الضرورت ہم سے ٹائیر اور ٹیوب اور فورڈ اور لینڈ کار کا نیا مال منگوا کر فائدہ اٹھائیں اور پہنچائیں۔

پتہ: محمد امین فضل کریم دی پنجاب موٹر سٹور متصل ریلوے سٹیشن ہردوار روڈ ڈیرہ دون

### نرخنامہ اشتہارات

| مدت | اجرت صفحہ | اجرت نصف صفحہ | اجرت کالم | اجرت ½ کالم | اجرت ⅓ کالم | اجرت ¼ کالم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ایک سال ۴۸ بار | ۳۰۰ | ۱۰۲ | ۷۰ | ۴۰ | ۲۶ | ۲۲ |
| ۶ ماہ ۲۴ بار | ۱۰۵ | ۵۴ | ۳۸ | ۲۲ | ۱۴ | ۱۲ |
| ۳ ماہ ۱۲ بار | ۵۵ | ۴۰ | ۲۰ | ۱۲ | ۸ | ۷ |
| ایک ماہ ۴ بار | ۲۲ | ۱۲ | ۸ | ۵ | ۴ | ۳ |
| دو بار | ۱۲ | ۷ | ۵ | ۳ | ۲½ | ۲ |
| ایک بار | ۷ | ۴ | ۳ | ۲ | ۱⅓ | ۱ |

Digtized by Khilafat Library

# خضاب شاہجہانی

ہمارا خضاب شاہجہانی عرصہ دراز سے مشہور ومقبول ہے۔ اسکی وجہ یہ نہیں کہ ہم نے اسکی شہرت کے واسطے کوئی خاص کوشش کی ہو بلکہ خضاب شاہجہانی کی عام مقبولیت کا اصل راز یہ ہے کہ اپنی بہتر خوبیوں کے سبب جہاں گیا پسند آیا جس نے ایک بار لگایا اسنے بار بار منگایا یہی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس کا خریدار بنایا۔ اطبا اور ڈاکٹروں کا بالاتفاق خیال ہے۔ کہ اصل خضاب وہ ہے جو جلد پر داغ دھبہ نہ دے۔ یہ وصف خضاب شاہجہانی میں خدا کے فضل سے موجود ہے۔ اس میں کاسٹک یا مرکری وغیرہ کوئی ایسے اجزا شامل نہیں جو کسی طرح بھی مضر صحت ہوں ایک دفعہ لگانے سے ہفتوں اس کا اثر رہتا ہے۔ بالوں میں ایسی گہری پائیدار اور چمکیلی سیاہی آجاتی ہے۔ جیسی جوانی میں ان پر قدرتی سیاہی اور ابادی ہوتی ہے۔ اگر ہمارے اس بیان میں خلاف یا مبالغہ ثابت ہو تو ہم قیمت معہ ہرجانہ دینے کو تیار ہیں۔ ہم کوئی اشتہاری دوا فروش نہیں کاروباری لوگ ہیں۔ فضول لفاظی میں اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرنا پسند نہیں کرتے تجربہ سب سے بڑھ کر کسوٹی ہے۔ بطور آزمائش ایک ہی شیشی طلب فرماکر جھوٹ اور سچ کو پرکھ لیں اس سے بڑھ کر اطمینان کی اور کیا صورت ہو سکتی ہے

ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے جنہیں مناسب شرائط پر خضاب شاہجہانی کی ایجنسی دیجاتی ہے اور معقول کمیشن

قیمت فی بکس ۱۲/ (بارہ آنہ) علاوہ محصول ڈاک

**ایم فیروز الدین۔ اینڈ برادرس قادیان ضلع گورداسپور**

... قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر ... سے شائع ہوا